جہات بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قومی تعمیر کے عناصر ترکیبی

الحمد للہ رب العالمین ثم الصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین امابعد.

کسی بھی قوم کی داخلی اور خارجی سلامتی کے لئے چند عناصر ہوتے ہیں جن کا گراف جس قدر بڑھتا ہے قوم اسی قدر مضبوط اور مستحکم ہوتی ہے اور جس قدر گراف نیچے آتا ہے اسی قدر قوم کمزور ہوتی ہے۔

اولاً= کسی بھی قوم کی تعمیر و ترقی کے لئے ایک ایسی لیڈر شپ کی ضرورت ہوتی ہے جو نہایت نامساعد حالات میں بھی قوم میں مایوسی نہ پیدا ہونے دے قوم کے سامنے ایسا بلند نصب العین پیش کرے جو اتنا واضح ہو کہ قوم کے کسی فرد کو بھی اسکی حقانیت میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہ ہو۔ لیڈر شپ اس نصب العین کے ساتھ اس قدر مخلص ہو کہ قوم کا کوئی فرد اسکے اخلاص میں شک میں مبتلا نہ ہو۔ لیڈر شپ میں اگر یہ چیزیں موجود ہوں تو قوم کی طرف سے وفا غیر مشروط ہوتی ہے۔ جذبہ عمل اسی وقت تعمیر و ترقی میں ڈھل سکتا ہے جب وفا غیر مشروط ہو اس وفا میں استحکام کے لئے ضروری ہے کہ لیڈر شپ وفادار عوام کے لئے نہ صرف خیر خواہی کے جذبات سے مملو ہو بلکہ عملاً ان کی خیر خواہی کرے اور ان کو اپنی معاشی معاشرتی اور دینی ضروریات کی تکمیل کا غیر متزلزل اعتماد حاصل رہے۔

ثانیاً= قوموں کے اندرونی ربط وضبط میں وہ طبقاتی تفاوت جو انسانی قدروں کو پامال کردے عصائے سلیمانی کے لئے دیمک کا درجہ رکھتا ہے۔ معاشی اونچ نیچ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر کی مشیت ربانی کے تحت ایک فطری چیز ہے لیکن جب یہ تفاوت انسانی برابری کی اسلامی اقدار کو مسمار کر کے حاکم اور محکوم کی درجہ بندی کرتے ہوئے انسانوں کو مختلف درجات میں بانٹ دے اور لیڈر شپ اور قوم میں انسانی مساوات کا بندھن ٹوٹ کر حاکم اور محکوم کا تعلق بننے لگے حاکم انتظامی ضروریات کے علاوہ حکم کی طاقت استعمال کرے قوم V.V.I.P ، V.I.P ، عوام اور

عام میں تقسیم ہوجائے تو ظاہری اعتبار سے جتنے بھی اتحاد قوم کے مظاہرے ہوں پولیس اور فوج جس قدر بھی قوم کو متحد رکھنے کے جتن کر لے وہ قوم کبھی بھی متحد نہیں رہ سکتی اور نصب العین کے حصول کے لئے غیر مشروط وفاداری پیش نہیں کر سکتی۔

ثالثاً= کسی بھی قوم کو اس کارگاہ عالم میں دوسری قوموں کو اپنی موجودگی کا احساس دلانے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی شناختی اقدار پر سختی سے قائم رہے جب کسی قوم کی لیڈر شپ اپنی شناختی اقدار پر عمل پیرا ہونے میں شرم محسوس کرے اور ان پر اسے یقین نہ ہو تو ایسی لیڈر شپ پوری قوم کی تباہی کا سبب بن جاتی ہے اور قوم کے ظاہری تشخص کی شکست کے ساتھ ساتھ قوم کو اندرونی طور پر باہم مربوط رکھنے والے عناصر بھی آہستہ آہستہ اضمحلال کا شکار ہوجاتے ہیں نتیجہ قوم فکری آزادی سے محروم ہوکر ذہنی غلامی کو یوں غیر محسوس انداز سے قبول کرلیتی ہے کہ قومی شناخت کی اقدار کے لئے غیرت وحمیت اس کے لئے اجنبی چیزیں بن جاتی ہیں۔

رابعاً= کسی بھی قوم کا تعلیمی نظام اگر اس قوم کی وحدت ملی کو قائم رکھنے میں معاون نہ ہو۔ اس قوم کے قوام کے بنیادی اجزاء نوجوانوں میں راسخ نہ کررہا ہو۔ قومی شعائر کا احترام اجاگر نہ کررہا ہو۔ قوم میں وحدت کی تڑپ پیدا نہ ہو رہی ہو۔ قومی مضرت و منفعت کی تمیز پیدا کرکے قومی منفعت کی خاطر جان سوزی اور ایثار میں وارفتگی پیدا نہ کرسکے۔ نوجوانوں کے لئے وحدت ملی کو کامیابی کی حتمی دلیل بنا کر اس کے حصول کے لئے جہد مسلسل کے لئے ہمیشہ ہمہ تن مصروف نہ کردے ایسے تربیتی پروگرام سے نہ گزارے کہ ناکامی کا تصور بھی نوجوان ذہن میں راہ نہ پاسکے اخلاقی اعتبار سے نوجوان کو اس راہ پر نہ ڈال دے جو دوسروں کے لیے قابل تقلید ہو۔ دور حاضر کے سائنسی اور تکنیکی علوم سے اس قدر بہرہ ور نہ کردے کہ بین الاقوامی زندگی میں وہ کہیں بھی جائے ہر مقابلہ میں اپنی مہارت اور علم کی وجہ سے سرفراز رہے تو ایسی قومیں بین الاقوامی زندگی کے ہر میدان میں پیچھے رہ جاتی ہیں۔

خامساً= کسی بھی قوم کو اپنی قومی بقا کے لئے ایک مضبوط دفاع کی اشد ضرورت ہوتی ہے اگر کوئی بھی قوم اپنے دفاعی نظم وضبط کے بارے میں کسی بھی دوسری قوم کو صحیح صورت حال سے آگاہ کردے تو اس کا معنی یہی ہوتا ہے کہ اس قوم نے اپنی موت کے سرٹیفکیٹ پر دستخط کردیئے ہیں اسلام نے مسلمانوں کو بڑے واضح انداز میں فن حرب میں قوت حاصل کرنے کی تعلیم دی ہے۔ حکم

خداوندی ہے کہ تمہارے پاس ایسے اسلحہ ہونے چاہیں جس سے تمہارا اورخدا کا دشمن ڈرتا رہے۔ایک جگہ ارشاد ہے کہ کمزوروں اور ضعیفوں کے لئے قتال کرو قطع نظر اس کے کہ وہ مسلم ہیں یا غیر مسلم۔

اب ان عناصر خمسہ کا اطلاق اپنی مجموعی صورت حالات پر کر کے دیکھتے ہیں۔کہ ہماری مجموعی قومی سلامتی کا گراف کہاں کھڑا ہے۔

پاکستان اس وقت جس دور سے گزر رہا ہے وہ ایک نہایت سخت آزمائش کا دور ہے ایسے حالات میں ایک دانشمند۔مدبر۔دلیر۔قوت فیصلہ رکھنے والی سیر چشم اور متحرک قیادت کی ضرورت ہوتی ہے۔قائداعظم رحمہ اللہ علیہ کے بعد پاکستان کو کبھی ایسی قیادت میسر نہیں آسکی۔کسی بھی جمہوری ملک میں قیادت صرف حزب اقتدار کا نام نہیں ہوتا بلکہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں ہی قیادت کرتے ہیں۔آج کل ہماری بد نصیبی یہ ہے کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف ملکی مفادات کی حفاظت کرنے کی بجائے ذاتی مفادات کی حفاظت پر زیادہ وقت صرف کرتے ہیں۔جس ملک کی قیادت اسمبلیوں میں غلیظ گالم گلوچ کرتی ہو جس ملک کی قیادت ضمیر فروشی اور ضمیر کی خریداری کے الزامات کی زد میں ہو۔جہاں قیادت کے سامنے خود کوئی بلند نصب العین نہ ہو۔جس کا اخلاص ملک کے بجائے حکومت کے حصول سے ہو۔جس قیادت کا نصب العین یہ ہو کہ وہ نہیں تو کوئی بھی نہیں۔جو حکومت میں آئے تو خود وہی کام کرے جس پر حکومت سے باہر رہ کر تنقید کرتی رہی ہو جو قیادت قانون شکن عناصر کی شفارش کنندہ ہو۔ذاتی عناد اور کشمکش میں ملکی مفاد تک کا خیال نہ کرلے۔حقائق کا سامنا کرنے کی بجائے جھوٹ بول کر ان پر پردہ ڈال دے ایسی صورت حال میں کوئی ملک کیسے ترقی کر سکتاہے یا اسکی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کیسے ہو سکتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس صورت حال کو ٹھیک کیسے کیا جائے۔قیادت کی اس خرابی کو درست کرنے کا کیا طریقہ کار ہو۔جو نظام اس قسم کی قیادت کو سامنے لاتا ہے کیا اس نظام میں کوئی ترمیم کی جائے یا سرے سے اس نظام کو بدل دیا جائے یا کوئی اور طریقہ کار جو اس صورت حال کو بدل دے:

یہ ایک قابلِ غور مسئلہ ہے جس پر ملک کے مفکرین اور دانشوروں کو غور کرنا چاہیے۔جتنا جلد اس کا حل تلاش کیا جائے گا۔ملکی صورت حال اسی قدر جلد سنبھلتی چلی جائے گی۔

جہاں تک طبقاتی کشمکش کا سوال ہے تو ہمارے ملک میں انسانی حقوق کی دہائی بہت دی جاتی ہے۔ لیکن ملکی قیادت جو اس وقت جاگیرداروں کارخانہ داروں اور سرمایہ داروں پر مشتمل ہے اپنے ہاریوں مزدوروں اور ماتحتوں کو کسی بھی صورت آزادی فکر آزادی عمل اور آزادی معیشت دینے کے لئے تیار نہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے علاقوں میں کل تک سکول کالج بننے کے مخالف رہے ہیں۔ اب ایسی صورت حال میں حاکم اور محکوم کا تعلق جابر اور مجبور ظالم اور مظلوم کا تعلق تو کہلا سکتا ہے۔ اس میں غیر مشروط وفا کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا جب یہ تعلق جابر اور مجبور کے تعلق میں ڈھلتا ہے تو کارخانوں کی پیداوار ناقص اور ہدف سے بہت کم ہوتی ہے آج ہم جو اپنی ضروریات کے لئے دربدر پھر رہے تو اس کا سبب یہی طبقاتی کشمکش ہے جبکہ اسلام نے "لافضل لعربی علی عجمی" اور "انّ اکرمکم عنداللّٰہ اتقاکم" اور "اخوانکم خولم" کا اعلان کر کے تمام انسانوں کو برابر کر دیا ہے معاشی اونچ نیچ کسی قسم کی برتری اور کمزوری کا سبب نہیں ہے۔

اگر بغور جائزہ لیا جائے تو یہ معاشی کمی بیشی صرف اسی وقت آفت کا درجہ اختیار کرتی ہے جب تربیتِ نفس موجود نہ ہو۔ تذکیر نہ ہو۔ یا تذکیر ذریعہ تذکیہ نہ بن رہی ہو نفس کا گھوڑا بے لگام ہو اور خوف آخرت عقیدے میں شامل نہ ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لئے دلسوزی کے ساتھ تذکیر۔ تذکیہ نفس کے لئے تعلیمی نصاب میں تبدیلی۔ اسلام کے اخلاقی اور معاشرتی ضابطوں کو قوت نافذہ کی تائید سے معاشرہ میں جاری کرنا ضروری ہے۔

جہاں تک قومی تشخص کا معاملہ ہے تو پاکستانی ہونے کی شناختی اقدار کو جب تک قیادت رائج نہیں کرتی عوام میں یہ چیز راسخ نہیں ہو سکتی۔ اگر قیادت مغربی لباس پہن کر اپنی نجی گفتگو میں بھی اپنی قومی یا علاقائی زبان بولنے کی بجائے انگریزی زبان بولے گی تو لوگوں میں اپنی علاقائی اور قومی زبانوں کی تحقیر ہوگی۔ قومی تشخص کا استحکام قوموں میں احساس زندگی پیدا کرتا ہے صدر مملکت سے لیکر حکومت کے معمولی ملازم تک پاکستانی لباس۔ قومی زبان اور قومی شعائر کا پابند ہونا لازم ہے ایسا کرنے سے قوم میں یگانگی پیدا ہوگی جو اتحاد کی علامت بنے گی۔

اگر کسی بھی مسلمان ملک کا تعلیمی نظام اور تعلیمی نصاب اسکے بچوں کو مسلمان بنانے کی بجائے کچھ اور ہی بنا دے تو اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ اس وقت ہمارا نظام تعلیم اور نصاب کچھ اس طرح سے وضع کیا گیا ہے کہ وہ مابعد الطبعیاتی مسائل جو ہمارے

عقائد کا حصہ ہیں اور ہمارے اخلاقی نظام کی بنیاد ہیں ان کا پرائمری تک سرے سے کوئی وجود ہی نہیں اسی طرح مذہبی تعلیم کا حصہ ہمارے نظام تعلیم اور نصاب تعلیم میں ۱/۱۰ کی نسبت سے ہے یعنی ۹ حصے دیگر علوم اور ایک حصہ اسلامی تعلیم ہے۔اس پر مستزاد یہ کہ اب ہماری قیادت پرائمری سے بھی انگریزی زبان رائج کرنا چاہتی ہے۔اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ آخر انگریزی کی کیا اہمیت ہے کہ اسے ہر فرد پڑھے جبکہ اس سے زیادہ بہتر زبان عربی ہے۔جو ہماری مذہبی ضروریات بھی پوری کرتی ہے اور ہمیں ہمارے اسلامی ممالک سے بھی جوڑتی ہے اسلئے ضروری ہے کہ ہم انگریزی پر اتنا زور دینے کی بجائے عربی زبان قومی زبان اور علاقائی زبانوں پر دیں تاکہ فکری غلامی کا جوا اتارنے میں آئندہ نسلیں کامیاب ہوسکیں۔

پاکستان کا ایٹمی پروگرام اس وقت پاکستان کے دفاعی نظام میں اصل کی حیثیت رکھتا ہے۔ پاکستان کا ازلی دشمن ہندوستان اس میدان میں کافی پیش رفت کر چکا ہے۔لیکن اسلام دشمن قوتیں مسلمانوں کو اس قوت کے حصول سے باز رکھنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔عراق کویت جھگڑا پہلے خود ان اسلام دشمن قوتوں نے پیدا کروایا پھر خود عراق پر چڑھ دوڑے اس کا قصور صرف یہ تھا کہ وہ ایٹمی میدان میں معلومات جمع کرنے اور یہ قوت حاصل کرنے کی تگ ودو کر رہا تھا۔ یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ اسلام دشمن قوتوں سے ہماری قیادت اس قدر مرعوب کیوں ہے؟ ایران کا امریکہ نے کیا بگاڑ لیا ہے آج! ایرانی ایک زندہ قوم ہیں اور خود اعتمادی کی زندہ مثال ہیں۔حق کی خاطر ٹکراؤ سے خوف زدہ ہونا موت سے قبل موت ہے۔اگر ہماری قیادت اپنی سیادت میں استحکام کی خاطر اپنی دفاعی قوت کو منجمد کرنے پر تیار ہوجاتی ہے تو اسے یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے دشمن اپنے مقاصد حاصل کر چکنے کے بعد آلہ کار لوگوں کو کبھی برداشت نہیں کرتا اس قسم کی مثالوں سے تاریخ عالم بھری پڑی ہے

فاعتبروا یا اولی الابصار.

دستخط

حافظ غلام حسین